

محترم چیف جسٹس! افسروں کی ترقی، تنزلی میں لاقانونیت کا نوٹس یجھے!

جس دن سے کوئی سرکاری افسر مقابلے کا امتحان پاس کر کے تربیت کیلئے اکیڈمی داخل ہوتا ہے، اس پل سے لیکر ریٹائرمنٹ تک ہر سال اسکے کام، خصیت، ایمانداری، اہلیت یعنی ہزارویہ پر، ایک مفصل رپورٹ لکھی جاتی ہے۔ اسے اے۔سی۔ آر کہا جاتا ہے۔ جو Annual Confidential Report کا مخفف ہے۔ بھاری بھرم اے سی آرفارم ایک لحاظ سے ہر سرکاری ملازم کا پورے سال کا اعمال نامہ ہوتا ہے۔ اس میں یہاں تک درج ہوتا ہے کہ اس افسر میں بطور ٹیم کام کرنے کی کتنی صلاحیت ہے۔ کیا یہ مشکل سرکاری ذمہ دار یوں میں اپنے اعصاب پر قابو رکھنے کی استطاعت رکھتا ہے۔ کیا یہ افسر دباؤ کو برداشت کر سکتا ہے۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جس دن سے کوئی انسان، سرکاری زندگی کی حیرت نگری میں داخل ہوتا ہے، اسکا اعمال نامہ مرتب ہوتا رہتا ہے۔ یہ کام اسکا وہ سینٹر افسر کرتا ہے جسکے ساتھ وہ کام کرتا رہا ہے۔ یاد رہے کہ اس میں ایمانداری کا خانہ بھی ہوتا ہے جس میں یہ لکھا جاتا ہے کہ مذکورہ افسر ایماندار ہے یا بے ایمان۔ یہ حقیقت بھی تسلیم شدہ ہے کہ کئی بار، اے سی آر لکھنے کو اس قدر سنجیدگی سے نہیں لیا جاتا جتنا اسکا حق ہے۔ مگر نوے فیصد سے زیادہ، انہتائی بھرپور اور توازن سے لکھی جاتی ہے۔

بات یہاں نہیں رکتی۔ سترہ گریڈ کا افسر جب سرکار کی نوکری میں آتا ہے تو اکیڈمی سے لیکر اگلے بیس پچیس برس اسے انہتائی کھٹن اور محنت طلب تربیت کے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ اتحارہ سے انہیں تک کیلئے ایک بھرپور ٹینگ کا دورانیہ ہے جو ہفتوں پر نہیں، بلکہ مہینوں پر محيط ہے۔ بالکل اسی طرح انہیں سے بیس کیلئے تقریباً چار سے پانچ ماہ کا تربیت کورس ہوتا ہے۔ پہلے اسے "نیپا" کورس کہا جاتا تھا۔ میں گریڈ سے اوپر ترقی کیلئے نیشنل میجنمنٹ کورس ہوتا ہے۔ یہ تقریباً چھ ماہ کے دورانیہ کا ہوتا ہے۔ ان تمام مراحل میں افسر کو سینکڑوں بار پر کھا جاتا ہے۔ طالب علم نے این۔ ایم۔ سی خود بھی کیا ہے اور کارکردگی کے حساب سے پہلے تین افسروں میں تھا۔ اسکے بعد اسی جگہ پر بطور ڈی۔ ایمس، ڈائریکٹنگ سٹاف کے طور پر تین برس پڑھاتا بھی رہا ہوں۔ یہ اس قدر مشکل مرحلہ ہے کہ افسروں نے محنت کے اور کسی بھی طریقے سے اسے عبور نہیں کر سکتے۔ ذاتی طور پر بطور استاد، موجودہ تقریباً نصف بیورو کریسی کو پڑھاتا بھی رہا ہوں اور جانچتا بھی رہا ہوں۔ کورس کے آخر میں، ادارہ کا سربراہ، ہر افسر کے متعلق ایک خیم رپورٹ اپنے قلم سے لکھتا ہے۔ یہ رپورٹ اسٹبلشمنٹ ڈویژن کو ارسال کی جاتی ہے۔ اس میں ایک انہتائی اہم نکتہ درج ہوتا ہے کہ مذکورہ افسر ترقی کے قابل ہے بھی کہ نہیں۔ یہ کوئی خیالی بات نہیں ہوتی۔ ادارے کا سربراہ ہر ڈی۔ ایمس کے ساتھ گھنٹوں بیٹھ کر تربیت کے لیے آئے ہوئے افسران کو انہتائی مدلل اور تنقیدی نگاہ سے پرکھتا ہے۔ اسکے بعد اسے مخصوص نمبر دیے جاتے ہیں۔ مقابلے کے امتحان کے بعد، یہ مراحل انہتائی دشوار گزار اور محترم ہوتے ہیں۔ ان تمام کورسوں کی رپورٹیں، افسر کے اعمال نامے میں درج ہوتی ہیں۔ یعنی اے۔سی۔ آر کے علاوہ تین مختلف غیر جانب دار ادارے، نوکری کے مختلف مراحل میں ہر افسر کو جانچتے ہیں اور اسے مزید ترقی کیلئے موزوں یا غیر موزوں قرار دیتے ہیں۔ ان تمام مراحل میں صرف اور صرف میرٹ کا عمل خل ہوتا ہے۔ آج تک دیکھنے یا سننے میں نہیں آیا کہ ان تربیتی کورسوں میں کسی قسم کی رعایت روا کھی گئی ہو۔ خدا کا نفل ہے کہ

ٹریننگ کی حد تک یہ نظام انتہائی قابل اعتماد ہے۔ مگر اچھی اے سی آر سے لیکر تربیت گاہوں کی بہترین رپورٹیں مکمل طور پر بے معنی ہیں۔ ترقی کے مرحلے میں خانہ پوری کے علاوہ انکی کسی قسم کی کوئی عملی اہمیت نہیں ہے۔

سلکہ کا دوسرا رخ سب سے زیادہ اہم ہے۔ وہ ہے سینٹرل سلیکشن بورڈ، انکے ممبران اور اسکی کارروائی۔ تکلیف دہ بات یہ ہے کہ اس بورڈ میں فیصلے حلقہ، ریکارڈ، اے سی آر کے نمبروں، تربیتی کورسوں کی رپورٹوں کے مطابق نہیں ہوتے۔ اس میں مکمل پسند یا ناپسند کا عمل دخل ہوتا ہے۔ اس میں سیاسی دباؤ، صوبائی حکومتوں کا نظر نہ آنے والا شدید عمل دخل اور افسران کی گروہ بندی کا مکمل راج ہوتا ہے۔ صواب دیدی اختیارات اور بورڈ کے ممبران کے پاس چند نمبر لوگوں کے مستقبل بر باد کرنے کیلئے استعمال کیے جاتے ہیں۔ پچھلے کالم میں عرض کی تھی کہ ہر صوبہ کا چیف سیکرٹری اپنے سیاسی باس یعنی وزیر اعلیٰ سے افسروں کی ترقی کے متعلق فیصلہ لیکر آتا ہے۔ اگر ایک وزیر اعلیٰ کسی افسر کو پسند نہیں کرتا، تو چیف سیکرٹری اسکے متعلق وہ وہ منفی باتیں کریگا کہ خدا کی پناہ۔ اس بورڈ میں چیف سیکرٹری کے علاوہ، ہر صوبہ کا ایک نمائندہ افسر بھی ہوتا ہے۔ گزشتہ دس برس سے یہ بھی صوبائی حکومت کا وفادار فرد ہوتا ہے۔ اسی بورڈ میں خفیہ اداروں کی اکثریت جعلی رپورٹوں کو بھی Manage کر کے سامنے لا یا جاتا ہے۔ اگر ایک افسر ایماندار ہے، تو اسکے متعلق انتہائی کرپٹ ہونے کی سو سر رپورٹ بنوائی جاتی ہے۔ اگر کوئی مہا کرپٹ ہے، تو اسے ان جعلی رپورٹوں کے ذریعے ایماندار ترین افسر بنادیا جاتا ہے۔ اب آپ ملاحظہ کیجئے۔ کہ سیاسی وزیر اعلیٰ کسی بھی افسر کو ناپسند کرتا ہو تو وہ تین مختلف زاویوں سے اس افسر کی ترقی رکو اسکتا ہے۔ معنوب افسر کے تمیں سے پیشیں سال کے شاندار ریکارڈ کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا جاتا ہے۔ چیف سیکرٹری، صوبہ کا نمائندہ اور خفیہ ایجنسیوں کی اکثریت رپورٹیں مکمل طور پر Manipulated ہوتی ہیں۔ اسکی بے پناہ مثالیں ہیں۔ ماضی میں جانے کی بجائے، انتہائی نزدیکی واقعہ کی طرف توجہ مبذول کرواتا ہوں۔ پنجاب میں کیونکہ حالات سب سے خراب ہیں، سندھ سے بھی زیادہ۔ لہذا اس صوبہ کی مثال دینا بے حد مناسب ہے۔ احمد چیمہ پر مالیاتی بد عنوانی کے مغلیں تین الزامات ہیں۔ چند ماہ پہلے انہیں نیب نے گرفتار کر لیا۔ انکی گرفتاری کے دوران انہیں انہیں سے بیس گریڈ میں سابقہ وزیر اعظم آفس نے پر و موت کر دیا۔ کہا یہ گیا کہ کیونکہ سینٹرل بورڈ نے احمد چیمہ کی ترقی کی سفارش کی ہے۔ لہذا اسی کے مدنظر، انہیں ترقی دی جاتی ہے۔ جس وقت سابقہ وزیر اعظم ہاؤس نے یہ کارروائی کی، اس وقت احمد چیمہ پابند سلاسل تھا۔ مگر اس سے ایک حیرت انگیز نکتہ آگے نکلتا ہے۔ اگر "سینٹرل سلیکشن بورڈ" کسی بھی افسر کی ترقی کی سفارش کرتا ہے، تو احمد چیمہ کی ترقی کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے، ان تمام افسروں کی ترقی، منظور کی جانی چاہیے جنہیں بورڈ نے لکھ کر ترقی کیلئے موزوں قرار دیا ہے۔ افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ یہ مکمل طور پر جھوٹ اور دروغ گوئی کے ضمر میں آتا ہے۔

اس طرح کی درجنوں نہیں، سینکڑوں کیسز ہیں جن میں بورڈ کی سفارشات کو سابقہ وزیر اعظم ہاؤس نے رد کر دیا۔ بلکہ چند کیسز میں تو سلیکشن بورڈ کی بے عزتی کی کہ آپ لوگوں کی جرات کیسے ہوئی کہ فلاں افسر کو پر و موت کرنے کی حقیقی سفارش کردی۔ میرے کئی بیچ میٹیں، اس شاہی عتاب کا نشانہ بنے ہیں۔ خود میں بھی اس ظلم کا شکار ہوا ہوں۔ یعنی ایک طرح سے، سینٹرل سلیکشن بورڈ کو بھی غیر اہم بنادیا گیا۔ شائد آپ کو یقین نہ آئے۔ مگر تمام افسران جانتے ہیں کہ سابقہ وزیر اعظم ہاؤس، پنجاب کے دو تین چھیتے افسروں سے مشورہ

کر کے، سٹیبلشمنٹ ڈویژن اور بورڈ کے خاص ممبر ان کو ہدایت کر دیتا تھا کہ فلاں ہمارا بندہ ہے۔ اسے ترقی دی جائے اور فلاں افسر ہمارا نہیں ہے، اسے مکمل رکڑا لگایا جائے۔ اس پر بورڈ کی کارروائی میں بالکل ایسے ہی ہوتا رہا۔ گزشتہ دس میں پنجاب سے تعلق رکھنے والے چھیتے، سیاسی گروگھنٹال کی ایما پر بورڈ کی تمام کارروائی کو متاثر کرتے رہے۔ یہ ایک ایسا خطروناک کھیل تھا جس نے ایماندار، محنتی اور قابل افسروں کو زندہ درگور کر دیا۔ انکی ترقیاں، حیلے بہانوں سے روک دی گئیں۔ انہیں نشانِ عبرت بنا دیا گیا۔ انکی نسلوں کو بھی سبق سکھایا گیا۔

یہاں ایک بے حد سنجیدہ نکتہ سامنے لانا چاہتا ہوں۔ تمام افسروں کی طریقے سے ایک مخصوص گروہ سے تعلق نہیں رکھتے تھے، انہیں ترقی نہیں دی گئی۔ اسکا دوسرا مطلب یہ ہوا کہ وفادار افسروں کی گریڈ ایکس اور بائیس میں ایک کھیپ تیار کی گئی، جسکے ذریعے آل شریف نے اگلے پچاس برس حکومت کرنی تھی۔ دوبارہ عرض کروزگا۔ اس وقت سینٹر گریڈز میں سوائے ایک مخصوص سیاسی پارٹی کے خوشہ چینوں کے علاوہ کوئی افسر باقی نہیں بچا۔ اگر حداثاتی طور پر کوئی اکاؤ کا افسر، غلطی سے ترقی پا گیا ہے، تو اسے صرف اور صرف غیر اہم تعیناتوں کیلئے "نظر وٹو" کے طور پر بٹھایا گیا ہے۔ جن تیس سے چالیس افسروں کے ہاتھ میں اصل اقتدار ہے، ان میں سے کوئی بھی مخصوص سیاسی چھتری کے بغیر اور پہنچا۔ عمران خان، اور انکی سیاسی ٹیم جو مرضی کر لیں، انہیں بہترین ٹیم نہیں ملے گی کیونکہ غیر جانب دار اور قابل افسروں کو تو پہلے ہی اس سطح پر پہنچنے سے روک دیا گیا ہے۔ تاکہ وہ کسی بھی صورت کی Threat نہ بن سکیں۔ جناب چیف جسٹس بار بار اہل افسروں کو لگانے کی خواہش کا اظہار کر رہے ہیں۔ سول سروس کے زوال کی بات کر رہے ہیں۔ مگر وہ افسر کہاں سے آئے گے۔ انکو تو بہت پہلے، سینٹرل سلیکشن بورڈ میں Manipulation کے ذریعے فارغ کیا جا چکا ہے۔

نئی حکومت چاہے بھی تو انہیں موجودہ بیورو کریٹس میں سے بہت اچھے افسروں نے ناممکن ہو گئے۔ درجنوں افسران کو جانتا ہوں جو حد درجہ مظالم کی وجہ سے بے گناہ ہونے کے باوجود، در بدر کی ٹھوکریں لکھنے پر مجبور ہیں۔ کچھ تو اتنے دل برداشتہ ہو گئے ہیں کہ ملک چھوڑ کر "دیا رِ غیر" میں معمولی بلکہ حقیر ملازمتیں کر رہے ہیں۔ کئی افسران اس ظلم کے سامنے ہتھیار ڈال کر گوشہ نشینی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ان مجبور، ناتوان اور لا غر افسروں کا کوئی ولی وارث نہیں۔ یہ معتوب لوگ کسی مضبوط سیاسی دھڑے سے تعلق نہیں رکھتے۔ محترم چیف جسٹس، ان کمزور افسروں کی مدد کیجئے۔ یہ زندگی بھرتک جھولیاں اٹھا اٹھا کر آپ کو دعا میں دینے گے۔ جناب ثاقب ثار صاحب، اگر آپ انکی فریاد نہیں سنیں گے تو قیامت کے دن، یہ خدا سے شکوہ تو ضرور کریں گے۔ انکا شکوہ شاکندوہاں سن جائے!

راو منظر حیات